دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو کامیابی عطا کرے اور دُشمن ناکام و نامراد ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ ۲۱؍جنوری کو مَیں گھوڑے سے گرا تھا اور اس کے بعد بارہ ہفتے ڈاکٹروں کے مشورہ سے لیٹنا پڑا۔ جہاں تک ریڑھ کی دو ہڈیوں کے صحت یاب ہونے کا تعلق تھا، وہ تو ڈاکٹر کہتے تھے کہ جس طرح نوجوانی کی حالت میں جُڑ جانا چاہیئے اُسی طرح ۲۱ دن کے بعد وہ ٹھیک ہوگئیں۔ پہلے ذرا نرم، پھر اس کے بعد ان کے اندر سختی بھی آ گئی لیکن ایک تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کمر کے اعصاب میں بھی چوٹ آئی تھی دوسرے لمبا عرصہ لیٹنے کی وجہ سے جگر پر اثر پڑا پھر لمبا عرصہ لیٹنے کی وجہ سے کان کے پیچھے ایک مائع سا ہوتا ہے جو انسان کے BALANCE (بیلنس) یعنی توازن کو قائم رکھتا ہے۔ اس کے اُوپر بھی اثر پڑا نیز لمبا عرصہ لیٹنے کی وجہ سے ورزش نہیں ہوئی اس واسطے خون میں شکر کی زیادتی ہوگئی اور لمبا عرصہ لیٹنے کی وجہ سے گھٹنوں میں سختی آ گئی۔

یہ عوارض دراصل گرنے کی وجہ سے چوٹ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ ایک لمبا عرصہ لیٹنے کے نتیجہ میں پیدا ہوگئے۔ چکّر ایک وقت میں اتنے شدید تھے کہ بڑی سخت تشویش اور گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی، ساری دُنیا ہی گھومتی رہتی تھی۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے کہ زمین بڑی تیزی سے گھوم بھی رہی ہے اور ایسے سامان بھی پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ انسان کو

اس کا احساس نہ ہو۔ ہمارا رب بڑا فضل کرنے والا ہے۔

پس جب بیماری کی وجہ سے دورانِ سر کی تکلیف شدت اختیار کرتی تو اس سے بڑی تکلیف ہوتی تھی۔شکر جوخون میں زیادہ ہوئی وہ بھی فکر کی بات تھی کیونکہ اس کے نتیجہ میں پھر دوسرے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً آنکھوں پر اثر پڑتا ہے، دل پر اثر پڑتا ہے اور مختلف جوارح پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس قسم کے بد اثرات پیدا نہیں ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

میں نے اسلام آباد میں ایک ماہر ڈاکٹر کو دکھایا تو وہ کہنے لگے کہ خون میں شکر کی زیادتی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ آپ بیمار تو نہیں لیکن بیماری کے کنارے پر کھڑے ہوئے ہیں۔(یہی کمانڈر شوکت نے کراچی میں بتایا تھا) اور جب بھی آپ کی ورزش چُھٹ جائے گی آپ کے خون میں شکر آ جائے گی کیونکہ ورزش کے نتیجہ میں شکر جل جاتی ہے۔ اس واسطے ورزش کا انتظام ہونا چاہیے۔ یہ شکر خود بخود غائب ہو جائے گی۔

چنانچہ اُس کے مشورہ سے کراچی سے ایک ایسا سائیکل منگوایا گیا، جو ایک انچ چلتا بھی نہیں اور کئی میل کی ورزش بھی کروا دیتا ہے یعنی یہ ورزش کرنے والا سائیکل ہے اس کے پہیئے زمین سے اُٹھائے ہوئے ہیں، آدمی چلاتا ہے تو ورزش ہو جاتی ہے۔ میں نے تھوڑے دن ہی یہ ورزش کی ہے اس سے ایک تو یہ اچھا اثر ہوا کہ جو (لمبا عرصہ) لیٹے رہنے کی وجہ سے جسم کا گوشت بالکل ڈھیلا اور نرم پڑ گیا تھا اس میں پھر سختی آ گئی اور جان پیدا ہو گئی ہے۔ دوسرے میرا احساس یہ ہے (ابھی ٹیسٹ تو غالباً کل صبح ہوگا) کہ خون میں شکر کی جو زیادتی تھی وہ زیادتی نہیں رہی بلکہ (یہ نظام) اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے کیونکہ اس بیماری کی بعض علامتیں ہیں مثلاً سر کے پچھلے حصہ میں اگر شکر زیادہ ہو تو ہلکی سی درد اور گھبراہٹ کا ایک احساس ہوتا ہے یا پیشاب کی کثرت ہے اور پیشاب اپنے پیچھے جلن چھوڑ جاتا ہے مگر اب تو بالکل زمانۂ صحت والا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ کل یا پیر کی صبح کو پھر خُون کا ٹیسٹ ہوگا۔ خدا کرے ٹھیک ہی نکلے۔ ویسے احساس کے لحاظ سے تو وہ ٹھیک ہے۔

گھٹنوں کی سختی نے میرے اور آپ کے درمیان بُعد پیدا کر دیا کیونکہ شروع میں ۱۲ ہفتے

لیٹنے کے بعد اُن میں اتنی سختی آ گئی تھی کہ ایک وقت میں میرا ہاتھ پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا یہ شکر ہے کہ سختی لات بند ہونے کی طرف پیدا ہوئی تھی لات کھلنے کی طرف نہیں پیدا ہوئی تھی۔ اب تو آہستہ آہستہ فرق پڑ رہا ہے۔ تھوڑا سا فرق جو رہ گیا ہے اس فرق کے دور ہونے میں دیر لگ رہی ہے۔ قعدہ کی حالت میں بیٹھ نہیں سکتا۔ پہلے تو کوئی ایک دو فٹ کا فرق تھا۔ اب میری ایڑی لگ جاتی ہے لیکن شدید درد کے ساتھ۔ اس درد میں فرق پڑ رہا ہے اب مَیں سہارا لے کر بیٹھ جاتا ہوں۔ پہلے تو یہ بھی میرے لئے مشکل تھا بہرحال اس وجہ سے دُوری پیدا ہوئی اور بڑی لمبی دُوری۔ مجھے بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ۲۱؍جنوری کے بعد اب میں پہلی دفعہ خُطبہ جُمعہ کے لئے یہاں آیا ہوں۔

یہ ہمارا جمعہ جو ہے یہ اُمّت محمدیّہ کے لئے بہت ہی مفید اور حسین بنایا گیا ہے اس دن ہم سارے آپس میں ملتے ہیں اور خطیب یا دیگر ذمہ دار آدمی جو ہیں ان کو اُمت محمدیہ کی ضروریات لوگوں کے سامنے رکھنے اور دعائیں کروانے کا، حالات بتانے کا، ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کا موقع ملتا ہے اور یہ سلسلہ بڑا ضروری ہے اب تو خُطبہ چھپ جاتا ہے کیونکہ طباعت کا کام بڑی ترقی کر گیا ہے۔ اخبار بھی ہر ایک آدمی تک پہنچ جاتے ہیں یعنی ہر اُس آدمی تک جو پڑھنا چاہے تاہم بڑا افسوس ہے کہ جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو الفضل کو پڑھتے نہیں ایک نظر تو ڈالا کریں شاید اس میں آپ کی دلچسپی کی کوئی چیز مل جائے اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہو رہے ہیں اُن کو پڑھا کریں، اس کے بغیر آپ شکر نہیں ادا کر سکتے کیونکہ جس شخص کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں اور برکتیں اُس پر نازل کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کرے گا اور احساس کیسے پیدا ہوگا جب تک آپ اپنے علم کو UP TO DATE (اپ ٹو ڈیٹ) نہ کریں یعنی آج تک جو فضل نازل ہوئے ہیں اس کا پورا علم نہ ہو۔

پچھلے دنوں ایک افسوسناک واقعہ ہو گیا۔ ہمارے مخالفوں نے بعض دوستوں کو ظلم کا نشانہ بنایا۔ چار پانچ دن کے بعد کچھ دوست میرے پاس آئے کہنے لگے یہ لوگ اس طرح ہمارے ساتھ کر رہے ہیں میں ہنس پڑا۔ میں نے کہا چار دن پہلے کی بات کر رہے ہو اب تو جماعت احمدیہ

اس سے کہیں آگے نکل گئی ہے اب تو گردن تھک جائے گی اگر ہم نے اس واقعہ کی طرف دیکھنے کے لئے گردن موڑی۔ ہمیں خدا تعالیٰ آگے ہی آگے لے جا رہا ہے اس واسطے فکر کی کوئی بات نہیں خدا تعالیٰ جماعت پر اتنے فضل کر رہا ہے کہ مثلاً (میں نے ان کو واقعہ بتایا میں نے کہا) ان چار دنوں میں جو ڈاک میرے پاس آئی ہے یہ ٹھیک ہے وہ اس واقعہ سے پہلے کی ہے لیکن ان چار دنوں کی ڈاک بعد میں آجائے گی لیکن یہ پتہ لگتا ہے کہ چاروں دنوں میں (چاہے کہ وہ پہلے کے دن ہو) جماعت کتنی ترقی کر گئی ہے فلاں ملک میں پانچ نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں فلاں جگہ نئے ہیلتھ سنٹر کھل گئے ہیں اور فلاں جگہ سکول کھل گئے ہیں چنانچہ ان کو میں نے واقعات بتا کر کہا کہ خدا کا فضل جس قوم پر، جس جماعت پر اتنا ہو کہ چار دن پہلے کا جماعتی واقعہ دیکھنے کے لئے اسے گردن کے پٹھوں کو تکلیف دینی پڑے اس کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ ناسمجھی ہے، اللہ تعالیٰ وہ بھی دور کر رہا ہے دور ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے یہ تو فیصلہ کر دیا ہے کہ اسلام تمام دُنیا پر دوبارہ اسی شان سے غالب آئے گا جیسا کہ اپنی نشأۃ اولیٰ کے زمانے میں بڑی شان سے غالب آیا۔ آپ سوچا کریں کیونکہ جب تک ہم مثال کو نہ سمجھیں آج کے حالات کو نہیں سمجھ سکتے۔

ایران نے اُس زمانہ میں چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کیونکہ ان کی سرحدوں پر عرب آباد تھے اور ایرانی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا ہو رہی ہے، ہمارے لئے مشکل پیدا ہو گی اِس لئے انہوں نے کہا کہ ان (عربوں) کو تنگ کرو چونکہ ایرانیوں نے پہل کی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی سرحدوں کو محفوظ کرنے کا فیصلہ کیا اور فرمایا اس کا طریق یہ ہے کہ چونکہ ایرانی ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ہمیں مؤثر جوابی حملہ کرنا چاہئے چنانچہ آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید سے فرمایا کہ جو تمہارے پاس فوج ہے (وہ ارتداد کو رفع کرنے کے لئے سرحدوں ہی پر پھر رہے تھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایران ملوث ہو گیا تھا وہ مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو شہ دے رہا تھا) اس کو ساتھ لے کر تم چلے جاؤ اور ایرانیوں کو خاموش کرو۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس اُس وقت جو فوج تھی انہوں نے اسے جمع کیا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعض سرداروں کو فرمایا کہ خالدؓ بن ولید کے پاس چلے جاؤ۔ یہ مل ملا کر کل قریباً چودہ ہزار

مسلمان تھے۔ ان چودہ ہزار کو لے کر حضرت خالدؓ نے سلطنت کسریٰ جیسی عظیم سلطنت کے خلاف چڑھائی کر دی اگر چہ جنگ دفاعی تھی جوابی حملہ تھا مگر پھر بھی شام کی طرف جانے سے قبل حضرت خالدؓ بن ولید نے غالباً آٹھ دس جنگیں تو یقیناً ایرانیوں کے ساتھ لڑی ہیں اور ہر جنگ جو انہوں نے لڑی ہے کوئی دو دن کے وقفہ کے بعد اور کوئی سات دن کے وقفہ کے بعد لڑی گئی ہے۔ ہر جنگ میں ایران کی نئی فوج نئے سردار یعنی کمانڈر انچیف کے ماتحت ان کے مقابلے پر آئی جن کی تعداد ساٹھ ستر ہزار ہوتی تھی اور پھر بالکل تازہ دم گویا مسلمانوں نے اپنے سے ۵۔۶ گنا زیادہ تازہ دم فوج کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی تعداد چودہ ہزار بھی نہیں رہی ان میں کچھ شہید ہو رہے تھے کچھ زخمی ہو رہے تھے اور پھر نسبتاً اتنے طاقتور بھی نہ رہے تھے کیونکہ جو زخمی ہوتے تھے وہ صحت مند آدمی کی طرح تو بہر حال نہیں لڑ سکتے تھے۔ ویسے ایثار کے جذبہ کے ماتحت آجاتے تھے مثلاً ذرا فرق پڑا تو جنگ میں شامل ہو گئے۔ تلوار ہاتھ میں پکڑی۔ کہا جس طرح ہو سکا ہم جنگ کریں گے۔ بچ جائیں گے یا خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں گے۔

غرض اس عرصہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کے ماتحت جو جنگیں ہوئی ہیں ان میں چودہ ہزار مسلمان لڑتے رہے یعنی چودہ ہزار اور کچھ کم کیونکہ ہر جنگ میں شہید اور زخمی ہونے والوں کی وجہ سے تعداد کم ہو رہی تھی اور ہر مقابلے میں ایرانیوں کی تازہ دم فوج نئے کمانڈر انچیف کے ماتحت مقابلے پر آتی تھی جن کی تعداد میں نے بتایا ہے ساٹھ ستر ہزار کے درمیان ہوتی تھی۔ آپ غور کریں اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا فضل ہے کہ اسلام کی ظاہری حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا کیا کہ چودہ ہزار سرفروشوں نے ایران جیسی سلطنت کے پرخچے اُڑا دیئے کیا ان کی ہمت اور طاقت تھی کہ وہ ایسا کر سکتے؟ نہیں! ان میں اتنی طاقت اور ہمت نہیں تھی پھر کون لڑتا تھا؟ نہ نظر آنے والی طاقتیں لڑتی تھیں جو مسلمانوں کے دل کو سہارا دیتیں اور ایرانیوں کے دل میں بزدلی اور خوف پیدا کرتی تھیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ایک جنگ میں (صبح سے شام تک ہی جنگ لڑی گئی) ایرانی اپنے پیچھے چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لاشیں چھوڑ کر دوڑے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ چودہ ہزار کے مقابلے پر آئے تھے۔

آپ ان واقعات پر جتنا زیادہ غور کریں اور ان کا علم حاصل کریں اتنا ہی زیادہ آپ کو

پتہ لگے گا کہ ایک عظیم احسان تھا جو اللہ تعالیٰ اس وقت امتِ مسلمہ پر کر رہا تھا اور یہ سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور احترام کے قیام کے لئے تھا۔ آپ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں چودہ ہزار مسلمانوں کی یہ جمیعت جو ایرانیوں سے نبرد آزما تھی (یا جو دوسری جگہوں پر برسر پیکار تھے وہ بھی مستثنےٰ نہیں) یہ ہمیں انسان نہیں نظر آتے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اَور مخلوق تھی جو اس دُنیا میں پیدا کی گئی تھی۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج میں ویسا ہی فضل تم پر کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر اُن فضلوں کو حاصل کرنا ہے تو تمہیں بھی ویسی مخلوق بننا پڑے گا۔

محض وہی جنگ جس کا مقصد تلوار کے زور سے کسی کے عقائد بدلنے کی کوشش ناکام بنانا ہو اسلامی جنگ اور ثواب کا موجب نہیں ہے بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جاتا ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ بھی شہید کا درجہ رکھتا ہے۔

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِزِّهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو اپنی عزت کی حفاظت کی خاطر جان دیتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بھی شہید کا ثواب دے گا اور

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ نَفْسِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو اپنے نفس کی حفاظت کے لئے جان دیتا ہے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ بھی شہید ہے۔

جیسا کہ ہمارے پریذیڈنٹ جنرل محمد یحییٰ خان صاحب نے اپنی ۱۲ (اکتوبر ۱۹۷۱ء) کی تقریر میں کہا ہے بھارتی فوجیں ہماری سرحدوں پر جمع ہیں اور کسی وقت حملہ ہوسکتا ہے۔ ان حالات میں انہوں نے قوم کو نصیحت کی انہوں نے قوم سے کچھ امیدیں وابستہ کی ہیں اس نصیحت پر ہم نے عمل کرنا ہے اس لئے کہ وہ عین اسلام کے مطابق ہے اور انہوں نے جو اُمیدیں وابستہ کی ہیں امتِ محمدیہ سے وہی امیدیں وابستہ کرنی چاہئیں۔

یہ جنگ اگرچہ بظاہر اسلام کو مٹانے کے لئے تو نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جنگ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے ہے اور اگر خدانخواستہ ساری دُنیا کے مسلمان مٹ جائیں

تو اس سے اسلام پر بہر حال ضرب آتی ہے پس گویہ جنگ عقیدہ بدلنے کے لئے نہیں ہے لیکن اسلام دُشمنی کے نتیجہ میں مسلمان سے جو بغض اور حسد ان کے دل میں ہے اس کے نتیجہ میں یہ سارے غصے ہیں ورنہ بھارت ہمسایہ ملک تھا۔ ہمسایوں کی طرح اسے رہنا چاہئے تھا۔

پس اس وقت آپ نے اپنے مال سے بھی، وقت سے بھی اور اپنی ہر قسم کی مادی قربانیوں سے بھی اور اپنی دعاؤں سے بھی اپنے ملک کی خدمت، اپنی حکومت کی خدمت اور اپنے بھائیوں کی خدمت کرنی ہے اور اسی کی طرف مَیں اس وقت آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

دوست میری صحت کے لئے بھی دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پوری صحت دے اور مرتے دم تک پورے کام کی توفیق بخشے۔ بہت دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کو ہر قسم کے نقصان اور ہر قسم کی بے عزتی سے محفوظ رکھے اور پاکستان کو ہر قسم کی کامیابی عطا کرے اور پاکستان کے دشمنوں کے مقدر میں ساری ہی ناکامیاں ہوں۔ عارضی طور پر بھی اور ہمیشہ کے لئے بھی۔ بعض دفعہ عارضی طور پر بھی کچھ نقصان اُٹھانا پڑتا ہے خدا تعالیٰ پاکستان کو اس عارضی نقصان سے بھی محفوظ رکھے۔ خدا کرے عارضی نقصان بھی ہمارے دشمن کے حصہ میں آئے اور پھر آخری فتح بھی پاکستان کو ملے اور آخری شکست بھی پاکستان کے دشمن کو نصیب ہو۔

پس دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ حقیقت یہی ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّىْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ۔ (الفرقان:۷۸)

ساری خیر اور برکت کا سر چشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس سے ایسا تعلق ہو جس سے مجبور ہو کر انسان پورا سہارا اور توکّل اس کی ذات پر کرتا اور دُعا کے ذریعہ اس کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ چیز ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو رحمت ملتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان کو فضل ملتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کو خوش حالی ملتی ہے اور جس کے نتیجہ میں وہ دن ملے گا جس دن ہر انسان اس لئے خوش ہوگا کہ اس کا دل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے نور سے منوّر ہو گیا اور اپنے پیدا کرنے والے رب سے اس کا تعلق قائم ہو گیا۔ خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو جیسا کہ وہ ہم سے چاہتا ہے نباہنے والے ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰ر نومبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۲ تا ۴)